عجائب القصص__ ثقافتی مطالعہ

ڈاکٹر سمیرا اعجاز☆

Culture Study of "Ajai-b-ul-Qasas"

Dr Sumera Ijaz

Abstract:

Culture is the expression of human intellect, wisdom and behaviours which reflects in our customs, language, believes, values, manners and ettiquettes influenced by his peculiar environment, climate and the means of production. It is a valuable human heritage which is preserved in literature as literature is the true reflection of life. If we want to study any specific era then we will have to see its culture which is rightly preserved in literature."Ajaib-ul-Qasas" is a prominant "dastan" of eighteenth century because it is written by the mughal emperor "Shah Alam Saani" whose aim was to present the royal manners and etiquettes. This article is a critical cultural study of this "dastan ."

Key words:
Culture, civilization, Environment, norms, Ethics, Social, circumstamcis.

کلیدی الفاظ:

ثقافت، تہذیب، عجائب القصص، ماحول، اہم رواج، اقدار

ثقافت، خاص گروہ، علاقے کے رسم ورواج، اقدار، لباس اور زبان میں مسلسل تبدیلی اور ارتقا کی مظہر ہوتی ہے۔ یہ رسم ورواج، زبان، اقدار اور لباس، مخصوص ماحول، موسم، ذرائع پیداوار کے تعلق اور انسانی محنت کی نوعیت سے جنم لیتے ہیں۔ ثقافت کا نہ تو نفاذ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ جبر کو مانتی ہے۔ ثقافت مکمل نہیں ہوتی تغیر پذیر رہتی ہے۔ جامد معاشروں میں ثقافت زوال پذیر رہتی ہے۔ ثقافت انسانی شعور، رویوں، مسرت وملال کا اظہاریہ ہوتی ہے۔ اس کی وابستگی زمین سے ہے۔ ثقافتیں مختلف اور علاقائی ہوتی ہیں اور یہ انسانی تاریخی ورثہ ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی ثقافت کا لطیف اظہار، اس کے ادب میں ہوتا ہے۔ جس عہد کی ثقافت کا مطالعہ مقصود ہو اس عہد کا ادب تفہیم میں معاونت کرتا ہے۔ اٹھارویں اورانیسویں صدی کے ہندوستان کی ثقافت کی نمایندگی

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سرگودھا

اس عہد کی داستانیں کرتی ہیں۔ اٹھارویں صدی کی ایک اہم داستان "عجائب القصص" ہے۔ ثقافت کے مطالعے کے لیے یہ دوسری داستانوں سے اس لیے بھی مختلف ہے کہ یہ ایک مغل بادشاہ "شاہ عالم ثانی"[۱] نے تصنیف کی ہے اور اس داستان کے دیباچے میں اس کی تحریر کا ایک مقصد "آداب سلطنت اور طریق عرض و معروض دریافت ہوں"[۲] بھی ہے۔ اس داستان میں ثقافت کے مختلف مظاہر اور ان پر مرتبہ اثرات کے حوالے سے ڈاکٹر ارتضی کریم لکھتے ہیں۔

> "عجائب القصص" میں آداب سلطنت اور معاشرت کی عکاسی ملتی ہے۔ دراصل اردو داستانوں کی اہمیت اس کی انشاپردازی اور معاشرت کی مرقع آرائی میں پوشیدہ ہے، یہاں بھی شاہی محلکی تقریبات، عہدے داروں کی تفصیل، مغلوں کے حرم میں ہندووں کے اثرات جیسی جزئیات سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔"[۳]

اس داستان کی بنت کاری کو دیکھا جائے تو اس کی تشکیل بھی دیگر داستانوں کی طرح ہوئی ہے۔ تجسس، مہم جوئی، مافوق الفطرت عناصر، غیبی امداد اور مبالغہ آرائی کا بہ کثرت استعمال ملتا ہے۔ جہاں بادشاہ، مظفر شاہ بے اولاد ہے، امور سلطنت سے بے رغبتی دیکھتے ہوئے بے اولاد وزیر خردمند، ایک فقیر سے ملاقات کرواتا ہے۔ فقیر کی دعا سے دونوں صاحب اولاد ہوتے ہیں۔ بادشاہ زادہ شجاع الشمس اور وزیر زادہ اختر سعید تعلیم و پرورش پاتے ہیں کہ ایک دن بادشاہ زادہ خواب میں بادشاہ روم قتلغ خاں کی بیٹی ملکہ نگار کو دیکھ کر عاشق ہو جاتا ہے اور وزیر زادے کو ساتھ لے کر سوداگر کا بھیس بدل، مقصود کے حصول کے لیے مہمات سر کرتا ہے۔ پری زاد آسمان پری اس پر عاشق ہو جاتی ہے۔ طلسمات سے جنوں کے ملکوں پر فتح پاتے ہوئے، جنوں اور انسانوں کی کثیر فوج سمیت ملک روم پہنچتا ہے اور بالآخر کامیاب ٹھہرتا ہے۔ وہ ملکہ نگار کو شادی کے لیے رضامند کرتا ہے اور داستان کا اختتام شادی کی ابتدائی تیاریوں پر منتج ہوتا ہے۔ اردو داستانوں میں آداب سلطنت کی پیش کش کے حوالے سے عجائب القصص کی اہمیت کو ڈاکٹر گیان چندیوں بیان کرتے ہیں۔

> "جہاں تک آداب سلطنت کا تعلق ہے یہ حقیقت ہے کہ آداب وضوابط جس تفصیل سے اس داستان میں ہیں اردو کی کسی اور داستان میں نظر نہیں آتے۔"[۴]

داستان کا ایک منظر کہ جس میں، مظفر شاہ بادشاہ، دیوانِ خاص میں شاہانہ پوشاک مع جواہر پہن کر کرسی زریں پر جلوہ افروز ہوتا ہے، دست راست اور دست چپ کے علاوہ امرا مخصوص درباری قرینہ بہ قرینہ جمع ہوتے ہیں۔ سلام گاہ میں وزیر آکر سلام کرتا ہے اور ایک ہزار

ایک اشرفی نذر کرتا ہے۔ دیوانِ خاص کا ذکر وہاں ملتا ہے جہاں دیو شاہین اپنی نمک حلالی ثابت کرنے کے لیے دیو گرگین کا مشورہ سنتا ہے اور اگلی صبح نیل کا ٹیکا پیشانی پر لگاکر دیوانِ خاص میں آتا ہے اور دیو گرگین کو بُلا کر اُس کا مشورہ مان لیتا ہے۔ انتظامِ سلطنت میں دربان کا ذکر آسمان پری جب ستارہ شناسوں کو جنگ کے حوالے سے معلومات کے لیے بلاتی ہے تو منجم مع تقویم ہمراہ دربان کے آتے ہیں۔ عہدِ بادشاہت میں خطوط کی خاص اہمیت رہی ہے۔ اس داستان میں نہ صرف خطوط کو متن کا حصہ بنایا گیا ہے بلکہ خاص شقوں کی کیفیت بلکہ تحریر و پیش کش کے آداب بھی سامنے لائے گئے ہیں مثلاً شہزادہ شجاع الشمس نے سر بہ مہر شقے تیز پری رو کو دیے جو وہ سر سے باندھ کر سراندیپ روانہ ہوئی۔ اسی طرح ارقاش نے شقہ آنکھوں کو لگا کر سر پہ رکھا۔ اسی طرح بادشاہ کو خط پیش کرنے کے لیے رومال پر رکھ کر پیش کرنے کا انداز ملتا ہے۔ خط لکھنے اور خطوں کے جواب لکھنے کے لیے میر منشی کا عہدہ ہوتا ہے اور خط لے جانے والا ایلچی کہلاتا ہے۔ آداب شاہانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مظفر بادشاہ، اپنے میر منشی سے خط لکھواتا ہے۔ مظفر بادشاہ اپنے ایلچی کے ذریعے سر بہ مہر خط روم کے بادشاہ قتلغ شاہ کو بھیجتا ہے تو وہ ایلچی کو خلعت مرحمت فرما کر پانچ ہزار سوار بھی ساتھ روانہ کرتا ہے۔ اسی طرح شہزادہ شجاع الشمس بھی جزیرہ طوس کے قالوس بن سالوس سے ایلچی کے ذریعے مخاطب ہوتا ہے۔ خاص شقوں پر مہر لگانے اور دستخط کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ بادشاہ کے خطوط میں القابات اور آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ شہزادہ شجاع الشمس کا خط بنام قتلغ شاہ بادشاہ روم دیکھیے:

> ”بہ جناب ملازمات خدیو گیہاں، خاقان ابن خاقان فرماں روا کے مملکت ایران و توران۔ یہ ذرہ۔ مقدار در دولت خورشید صولت پریشانی آرزو کی سجدے میں رکھ کر عرضی بیچ محل بار پانے والے بندگان حضور کے پہنچاتا ہے کہ یہ غلام خطاو ختن سے بہ ارادہ بندگی و جاں فشانی مادر و پدر سے رخصت ہو کر قطع منازل اور طے مراحل کرتا، صعوبات راہ اور شدائد سفر دیکھتا ہوا افضل الٰہی اور اقبال شاہی سے مشرف اس مرز و بوم سے یعنی سرزمین روم سے ہوا ہے۔۔۔ اے بادشاہ جم جاہ، نائب مسند رسالت، حامی شرع نبوت و صاحب بنین و نبات! خلقت بنی آدم اور بنی جان سے ہیں۔ سب کے تئیں آپس میں رشتہ عقد و نکاح موافق امر شرعی کے گرہ در گرہ ہے اور اسی سے انتظام جہان کا اور افزائش خلقت کی ہے۔ پس امیدوار ہوں اس غلام کے تئیں غلامی میں قبول کر کے ملکہ جہان و جہانیاں سے نامزد کیجیے۔“[۵]

غیر مسلم حکمرانوں کے خطوط میں "بعد تعریف لات ومنات" کے الفاظ ملتے ہیں جس کی مثال تنطال بن جے پال کا خط بنام آسمان پری کی صورت میں ملتی ہے۔ محبوب شہزاد کے نام خط میں شجاع الشمس نے "اے شمع محفل محبت، چراغ بزم مودت، ملکہ جہان وجہانیاں؛" جیسے خطابات استعمال کیے ہیں۔ خط کتابت کے لیے قلم دان، قرطاس اور کاغذ حنائی ایسی اشیا کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

وسیع سلطنت کا انتظام چلانے کے لیے صوبہ دار مقرر کیے جاتے تھے جو ہر سال خراج اور محاصل بھیجتے تھے۔ بادشاہ مظفر شاہ کی سلطنت میں باون بادشاہ خراج بھیجتے تھے اس کے لیے صوبہ دار محاصل الگ دیتے تھے۔ آسمان پری کی سلطنت بھی صوبہ داروں کے ذریعے چلائی جاتی تھی۔ بادشاہوں کی تعظیم کے آداب بھی اس داستان میں نظر آتے ہیں۔ یہ تعظیم صرف عوام یا امرا تک محدود نہیں تھی بلکہ درویش اور بزرگ بھی آداب بجالاتے ہیں، مثلاً مظفر شاہ جب درویش کے پاس جاتا ہے تو درویش بادشاہ کو نائب پیغمبر سمجھتے ہوئے تعظیم کرتا ہے، مصافحہ کرکے عزت سے نزدیک بٹھاتا ہے۔ اسی طرح قاموس جب آسمان پری کی بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا تو پانچ کوس کے فاصلے پر سواری سے اُتر کر ادب میں پیدل چلنے لگا۔ دونوں ہاتھوں کو رومال سے بندھوا کر آگے بڑھ کر تصدق ہوا اور کرسی کے پائے سجدہ کرکے ایستادہ ہوا۔ بادشاہ بھی ایسی تعظیم کو اقتدار کی نشانی سمجھتے ہیں۔ آسمان پری جب یہ جانفشانی اور خدمت دیکھتی ہے تو اس غلامی اور بندگی کو سلاطینوں کی اہم ضرورت قرار دیتی ہے۔ جب بادشاہوں سے کوئی اماں مانگتا ہے تو اس کو اماں عطا کرتے ہیں مثلاً آسمان پری نے فتح کے لیے شہر میں داخل ہوتے وقت اماں مانگنے والوں کو بندگی اور غلامی کے واسطے اس کی پیشانی پر نشان دیا تاکہ دوسروں کو اس کے امان میں ہونے کا پتا چلتا رہے۔ شہزادوں کے لیے حمام کے اہتمام میں پورے آداب شاہی کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اقتباس دیکھیے جس میں حمام کے اہتمام کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

> "بادشاہ زادہ اور اختر سعید وہاں سے اُٹھ کر متوجہ حمام کے ہوئے۔ بعد ایک دم کے در حمام پر پہنچے؛ دیکھتے کیا ہیں کہ کتنے ایک حمامی خوب صورت یوسف طلعت ہاتھوں میں کھیس اور لنگیاں بیش قیمت اور جھانویں لعل و یاقوت کے اور تاس طلائی اور نقرئی لیے ہوئے پکارے کہ اے بادشاہ زادے! اس قدر دیر، کب سے حمام گرم ہے اور تمہارا انتظار ہے۔" [۶]

بادشاہت کے نظام میں اُمورِ سلطنت کے حوالے سے رائے لینے کا تصور بھی موجود رہا ہے۔ اس داستان میں جب دیو شاہین ناظم جزیرۂ ھرات اور طرطوس دیو ناظم جزیرۂ بابل نے آسمان

پری سے انحراف کیا تو بادشاہ زادے شجاع الشمس نے تمام سرداروں کو دربار میں مدعو (بلایا) کیا اور ان منحرفین کے خلاف فوج کشی کے حوالے سے رائے طلب کی۔ سب نے ہاتھ باندھ کر ساتھ دینے اور نمک حلالی کا وعدہ کیا۔ اسی طرح بادشاہ کی عدم موجودگی میں قائم مقام بادشاہ مقرر کرنے کا طریقہ کار بھی داستان میں موجود ہے۔ جب شجاع الشمس کو پری لے جاتی ہے تو آسمان پری ایک پری زاد کو اپنی نیابت کی خلعت دے کر شہزادے کی تلاش میں نکل پڑتی ہے۔

نظام بادشاہت میں فریاد اور فریادی کی روایت بھی خاص اہمیت کی حامل ہے ۔اس داستان میں بھی یہ صورت ملتی ہے، مثلاً جب شجاع الشمس چار سو دیولے کر ملک روم میں داخل ہوتا ہے جو بھیڑ، بکری، گائے، اور بھینس کھانا شروع کر دیتے ہیں تو شہر (ملک) کے شریف اور اہل حرفہ رعایا جمع ہو کر شاہ روم کے سامنے فریاد لے کر حاضر ہوتے ہیں تو ایسے میں ان فریادیوں نے فریادی لباس گیروے رنگ پہنے ہوتے ہیں اور بے داد گری اور آہ وبکا کی آواز بُلند کیے آتے ہیں۔

عہد بادشاہت میں سزا دینے کی روایت بھی مستحکم رہی ہے ،لہٰذا باغیوں کو سزا دینے کا طریقہ اس داستان میں ملتا ہے۔ آسمان پری نے جزیرۂ بابل کے نمک حرام طرطوس کی یہ سزا مقرر کی کہ اُسے ہاتھی کے پاؤں میں باندھ کر تمام شہر میں پھروایا گیا۔ بادشاہت میں فیاضی کا عنصر بھی غالب رہا ہے۔ اس حوالے سے بادشاہ کو نذر پیش کرنا اور بدلے میں خلعتیں اور القابات وانعامات حاصل کرنا اہمیت کا حامل رہا ہے۔ نذروں میں نذر مبارک باد، نذر تہنیت اور نذر فتح کا ذکر اس داستان میں ملتا ہے۔ شہزادہ شجاع الشمس کے وزیر اختر سعید نے شاہ روم کو ایک سو ایک اشرفی ملاقات پر نذر گزاری۔ قاموس نے بادشاہ زادے کو ایک ہزار ایک اشرفی بہ شرفِ ملاقات پر نذر دی۔ نذریں دینے پر خلعت کا انعام دیا جاتا رہا ہے۔ چند خلعتوں کا ذکر اس داستان میں ملتا ہے ان میں شیر کے چمڑے کی نیمہ آستیں، چیتے کی دم کی دستار، مارِ سیاہ کا کمر بند، دوشالہ، دستار جستہ، موتی مالا، جیغہ و سرپیچ، قلغی لڑی و لٹکن، اور شمشیر و سر وغیرہ شامل ہیں۔ قاموس کے ہمراہیوں کو ہرن کی کھال اور بھیڑیے کی پوست سے بنی خلعت عطا کی گئی۔

اسی طرح بادشاہ کو جب اولاد کی نعمت ملتی ، تب تو عنایات کی بارش ہو جاتی۔ مثلاً شجاع الشمس کی پیدائش کے دن جتنے بھی بچے پیدا ہوئے ان کے اسما کی فہرست منگوا کر ہر ایک کے لیے درمالہ دستخط کیا گیا۔ ہر ایک کو موافق مراتب درمالہ مقرر کرنے کے بعد انھیں ملازمین شجاع الشمس کے داخل کیا گیا۔ منجم کو جاگیر عطا کی گئی۔

بادشاہوں کے ساتھ جہاں فیاضی، سخاوت اور انصاف پسندی کی مثالیں وابستہ رہی ہیں وہیں ظلم وزیادتی کے حوالے بھی ساتھ ساتھ رہے ہیں۔ یہی صورت اس داستان میں بھی ملتی ہے۔

مثلاً جب شجاع الشمس شہر سے غائب ہوتا ہے تو رعایا میں منادی کرا دی جاتی ہے کہ کسی قسم کی شادی، سرور، رقص، سماع، موقوف ہوگا اور ہر ایک سیاہ پوش رہے گا۔

انتظامِ سلطنت میں ہر فعل زندگی کے انجام دہی کے لیے الگ الگ شعبہ جات تقسیم کیے گئے تھے۔ جن شعبہ جات کا اس داستان میں ذکر ملتا ہے اُن میں شادیانے، نقار، چیلوں کے نوبت، بجانے کے حوالے سے نوبت خانہ تھا۔ خلعت فاخرہ کے لیے نظام توشک خانے، جواہر و موتی کے لیے جواہر خانے، لباس و پوشاک کے لیے جامہ خانے، تسبیح خانے، خاصہ (کھانا) تیاری کے لیے نعمت خانے، فرش سجانے والوں کے حوالے سے فرش خانے، کے علاوہ قور خانہ، خزانہ، اصطبل خانہ، فیل خانہ، سلاح خانہ، توپ خانہ، زندان، قید خانہ اور مختلف اشیا کی تیاری کے لیے چھتیس کارخانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بادشاہ کے قصر اور محل کا بیان بھی اپنی پوری آب و تاب اور شاہانہ انداز سے نظر آتا ہے۔ ایک مثال ملاحظہ ہو:

> ”بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ ایک قصر عالی شان ہے چلونیں طلائی و نقرہ اور پردے زربفت کے پڑے ہوتے ہیں اور سائبان سقرلاطی کھنچے ہیں اور ڈوریاں مقیش کی لگی ہوئیں ہیں اور فرش قاقم زرد کا بچھا ہوا ہے اور میر فرش پکھراج کے قرینوں سے جا بجا دھرے ہیں اور ایک چھپر کھٹ مرصع جس کی چوبیں طلائی اور پائے پکھراج کے بہ تیاری تمام بچھا ہوا ہے اور ایک شہ نشیں عالی ہے۔ وہاں ایک مسند و گاؤ تکیہ کہ جس پر کار چین اور فرنگ کیا ہوا ہے، بچھی ہے اور ایک گردپوش رومی نقش کیا ہوا نقاشان چین کا، اگر اسے رشک بہار یا رشک باغ ارم کہیے بجا ہے، پڑا ہوا ہے۔“ [۷]

داستان میں جنگ کے اُصول، طریقہ کار، سامانِ حرب، جنگ کے گیت اور مالِ غنیمت کے حوالے سے بہ کثرت ذکر ملتا ہے۔ جنگ کے اُصول کے ضمن میں تتلغ شاہ بادشاہ روم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بادشاہ زادے شجاع الشمس نے اپنی فوج کو تنبیہ کی ہے کہ اہل موضع و صاحب قریہ کو اور زرعی زمین کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اگر نقصان پہنچے تو سرکار سے روپے دلوائے جائیں۔ آدمیوں پر دست اندازی نہ کریں۔ جنگ کے سامان میں جنگ زرہ داؤدی، خود و داستانے، شمشیر مصری، فیل سفید، چل تہ گینڈے کی، گوزن، خود و زرہ، جنگ میمنہ اور میسرہ، گرز سو من کا، اسپ چینی، نیزہ سر تا پا فولادی، علم، بکتر، کمند، البرز ایک سیر کی، عمارتی آہنی، شش پر کی اور ژوپین اکتالیس گز کا اور چار آئینہ شامل ہیں۔ فیل سفید پر سوار ہو کر آیہ 'انا فتحنا' اور آیہ ”نصر من اللہ“ پڑھنے کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ شہر سے چار کوس باہر پیش خیمہ لگانے، فوج کے کوچ کرنے کے لیے نقارہ بجانے،

طبل جنگ اور ناقوس بجنے کا بیان بھی ہے۔ اس کے علاوہ جنگ کا طریقہ بھی بیان ہوا ہے۔ نقیبوں کی زبان سے آواز کہ پری زاد کی طرف سے بہادر کون ہے، طرفین سے ایک ایک شجاع کا سامنے آکر لڑنا، آسمان پری کی طرف سے ساطاؤس لقا اور شہپال خرچنگ کی طرف سے دیو سیاہ آبنوس کے انفرادی مقابلے سے جنگ کا آغاز ہوتا ہے۔ نیزہ بازی، شمشیر بازی، گرز بازی اور توپ کے منہ پر رکھ کر اڑانے کے حربے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جنگ کے گیت کے حوالے سے اشعار، خیال، دھرپٹ، ٹپے، کبت، دوہرے، تہنیت میں گانے کے بیان کے ساتھ ایک رباعی شامل داستان کی گئی ہے۔ لشکر کے سپہ سالار کے علاوہ رسالہ داروں کے اپنے رسالوں کی موجودگی کی یقین دہانی کا بیان بھی ملتا ہے۔ فوج میں بھرتی کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں شجاع الشمس پرستان سے نکل کر غزنی اور غور میں دو ماہ قیام کرتا ہے اور شہر خرزان، چاچ، کاشغر، بلخ، بخارا، ہندوستان، کابل، زنگبار، ایران، توران، ایلان، طوس، اسکندریہ، قسطنطنیہ، ایجاز، روس، افرنجہ اور مصر سے لاکھوں روپے بہ طریق مساعدہ بھجوا کر بھرتی ہونے والوں کو موافق مراتب منصب والوفا مقرر کیا۔ جنگ کے دنوں میں جاسوسی نظام بہت زیادہ متحرک ہو جاتا ہے۔ اس کا احوال اس داستان میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ ہر لحہ دربار کا احوال اور لشکر کی صورتِ حال دریافت کرنے کے لیے خبر دار رکھے جاتے تھے۔ محل میں ملازمین عورتوں کے اسما بھی ملتے ہیں جن میں دائیاں، مغلانیاں، دوائیں، رنگائیں، پرستاریں اور کنیزیں وغیرہ شامل ہیں۔ آسمان پری کے ملازمین ٹہو، کنکیاں اور بارانیاں چلی، نقیب، بساول کا ذکر بھی ہے۔ بادشاہوں کی سواریوں میں اسپ ہائے ترکی، عراقی، عربی اور چینی، فیل سفید، نالکی، بہوئی، کشتی، بجری، غراب، اور دریائی جانوروں میں ماہی، نہنگ، سونس، نموک، خرچنگ، جولاہا آبی اور مرغابی کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کا بھی ذکر ملتا ہے بادشاہ زادہ اور آسمان پری جب جزیرہ قزوین میں داخل ہوتے ہیں تو کئی کروڑ روپے اور اشرفی جو لوٹ میں ملے تھے فوج میں تقسیم کر دیے۔ اجناس، ظروف، پارچہ خزانے سب جمع کرا دیے۔

طرزِ معاشرت میں لباس اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اس داستان میں لباس اور زیورات کی جن انواع کا ذکر ہوا ہے اُس میں پوشاک صندلی، الماس موتی مالے، جواہر لڑی لٹکن، جیغہ و سرپیچ مرصع و نورتن، قلغی، بالی جڑاؤ، کھنٹی، اُربسی الماس، آویزہ یاقوت رسانی، چندن ہار، دست بند و جہانگیری، جوڑے رنگین شبنم و آب ورواں ولاہی کے عباسی و نافرمانی و نارنجی و دھانی و زعفرانی و بسنتی و ارغوانی و کاسنی و پستہ، سنجافیں تاس و بادلے کی، لہر و گوکھرو، کناری، گوٹے سنہری، روپہری، جواہر سیس، پھول کرن، پھول بینا، وغیرہ شامل ہیں۔ ضیافت کے سامان میں آفتابہ چلمچی، طلا و نقرہ، قلیہ، لوزیات و میوہ جات کا ذکر ملتا ہے۔ قیمتی پتھروں میں لعل، یاقوت، زمرد، الماس، زبرجد،

پکھراج، نیلم، فیروزہ، عقیق اور گوہر شب چراغ کا ذکر کیا گیا ہے۔ دستر خوان اور آداب طعام کی مثال دیکھیے:

”آفتابہ اور چلمچی الماس تراش یشب کا جس پر یاقوت و لعل جڑے ہوئے تھے، باریدارنی آفتابچی خانہ کی لائی۔ بادشاہ زادے اور اختر سعید نے ہاتھ دھوئے اور متوجہ خاصہ نوش جان کرنے کے ہوئے۔۔۔بادشاہ زادہ دیکھتا کیا ہے کہ ایک نمگیرہ کھڑا ہوا ہے، جھالریں موتیوں کی لگی ہوئی ہیں اور چوبیں اس کی نقرہ منبت یاقوت و لعل سے ہیں اور ایک فرش سفید چاندنی کا سراپا صحن میں پاس بام کے بچھا ہوا ہے اور اس نمگیرے میں ایک پلنگ ہے، اُس پر پلنگ پوش پڑا ہوا ہے اور چنگیریں پھولوں کی دست راست اور دست چپ اور سرہانے اُس پلنگ کے دھری ہوئی ہیں۔ ایک باریدار آگے بڑھی اور پلنگ پوش کے تئیں پلنگ پر سے اُٹھایا۔“ [۸]

داروغہ فراش خانے سے فرش کی سجاوٹ کا بھی چند مقامات پر ذکر ہوا ہے۔ ایک مقام پر فرش کی سجاوٹ میں بادلے کا نمگیرہ جس کے گرد موتیوں کی جھالر اور مسند قاقم و قندز نمگیرہ کے نیچے بچھوائی گئی۔ ایک اور مقام پر بادلے کے خیمے جس کی چوبیں اور قویضے نقرئی تھے، طنابیں، ڈوریاں اور میخیں کلابتون اور نقرے، جھالہ مقیش کی اور مسند زربفت کی لگائی گئی تھی۔ اسی طرح ایک منقش طلائی مکان کا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے جس کی چھتیں زرنگار، زمرد یاقوت کے دروازے، زربفت کے پردے، سونے کی چلونیں، صحن میں زمردی حوض اور اس کے گرد لعل و یاقوت کی نہر اور سنگ فوارہ زیر جد کا ایک ڈال تھیں، حوض اور نہریں بید مشک اور گلاب سے لبریز تھیں۔ دوسرے مقام پر فرش کی سجاوٹ کا مکمل بیان کیا گیا ہے، جہاں جاروب کشوں نے رشک آئینہ صفائی کی۔ منظر ملاحظہ ہو:

”پارچہ دیبائے چینی و رومی کا جابجا دالان و ایوان و شہ نشینوں میں فرش کروایا اور جا بجا دروں میں مخملی سائبان، ٹاٹ بافی اور چلونیں گنگا و جمنی نصب کیے اور ہر ایک صحن میں نمگیرے بادلے کے مع جھالر مقیشی اور مع چوب ھائے طلائی مرصع کار استادہ کیے اور ہر ایک دالان اور ایوان و شہ نشین میں مسندیں بیش قیمت اقسام اقسام کی قرینوں سے بچھائیں ور ہر ایک پر گرد پوش ولایتی اور چینی اور رومی اور روسی منقش ڈالا۔“ [۹]

باغات کے نقشے بھی کھینچے گئے ہیں۔ جن پھولوں کا حوالہ ملتا ہے اُن میں سدا گلاب، سیوتی، مدن بان، موتیا کیوڑا، شبو، چمیلی، گل لالہ، نافرمان، نرگس، گیندا، جعفری، جاھی، جوھی،

بہار گل، مہندی، عشق پیچہ، گل اور رنگ، سوسن یاسمین، گلی طرہ بابونہ چاندنی، گل صنوبر، زنبق وغیرہ اور پھلوں میں انار، سیب، ناشپاتی، بہی، اناناس، انگور، چلغوزہ، انجیر، خوبانی، آلوچہ، زرد آلو، امرود، بادام، خرما، کھوپرا اور چرونجی وغیرہ شامل ہیں۔ باغ کی تزئین و آرائش کا اہتمام دیکھیے:

"فصل بہار جلوہ گر ہے۔ شگوفے طرح طرح کے کھل رہے ہیں۔ جعفری اور گیندا اور گل چنپا اور بابونہ اور اقسام اقسام کے پھول پھول رہے ہیں اور طرح طرح کے جانور مثل طوطی ہزار داستان و عندلیب شیدا اور ساتھ سکھی کا پی سکھیوں کو ساتھ لیے ہوئے اور بسیرا اور شارک اور پئی جا بہ جا شاخوں پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہیں اور نہریں اور آب جوئیں پر گلاب اور بید مشک کے جابجا جاری ہیں اور سینکڑوں حوض لبریز رنگ سے ہیں۔ فوارے چھوٹ رہے ہیں اور قالین بیلچے ہاتھوں میں لیے پنیریاں جما رہی ہیں اور کوئی رہٹ کے گرد چل رہی ہیں اور سرسوں اطراف چمن کے پھول رہی ہے غرض کہ باغ کیا تھا قطعہ بہشت بریں کا تھا یا قطعہ ملا میر علی یا عبد الرشید کا تھا۔۔۔ کئی سو عورت چاردہ سالہ نازنین و پری زاد لباس ھائے رنگا رنگ دامن اور جھولیاں عبیر اور گلال سے بھرے ہوئے قمقمیں اور پچکاریاں رنگ سے اور گلاب و بید مشک سے بھریں ہوئیں، ہاتھوں میں دائرہ اور دف بجاتی ہوئیں آئیاں۔" [۱۰]

باغات کی تزئین و آرائش کی پیش کش کے پس منظر کا اظہار ڈاکٹر ابن کنول کچھ یوں کرتے ہیں۔

"باغات کا حسن اور ان کی آرائش مغل عہد میں دیکھنے کے لائق تھی۔ شاہ جہاں آباد اور اس کے اطراف باغاتبہ کثرت موجود تھے۔ شاہ عالم نے سب کچھ آنکھوں سے دیکھا تھا۔ عجائب القصص شاہ عالم کے مشاہدات کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ داستان کی شاہی فضا کی حقیقی عکاسی کی جس قدر توقع شاہ عالم سے کی جا سکتی ہے، وہ کوئی اور داستان گو نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ وہ خود اسی ماحول کا پروردہ بادشاہ تھا۔" [۱۱]

ملاقات کے وقت سلام علیک کہنے کا انداز جابجا ملتا ہے۔ ضعف و نقاہت کے باوجود تعظیم میں کھڑے ہونے کا رجحان بھی ہے۔ رُتبے میں عالی جناب کے ملنے جاتے وقت، تحفہ تحائف لے کے جانے کا طریقہ ملتا ہے، جب آسمان پری، ملکہ نگار (بیٹی شاہ روم) سے ملتے وقت تحفہ جات، جواہر، اجناس، پوشاک، تورہ پوش بادلے مع جھالر مقیشی سے ڈھانک کر کشتیاں لے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے اور صبح کے وقت گھڑیال کے گھر بجانے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ وقت کا اندازہ لگانے کے لیے ستاروں کی حرکت کو ملحوظ رکھا جاتا رہا ہے۔ اس سلسلے

میں آسمان پری رات کے پہر بیتنے کا اندازہ ستارہ شب کو دیکھ کر کرتی ہے۔ ایک شہر مینو سواد کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس میں ثقافت کا اظہار اس انداز سے ملتا ہے۔

''ایک شہر مینو سواد آباد ہے اور شہر پناہ اُس شہر کا بلوریں اور منبت یاقوت و لعل سے ہے اور درمیان اُس شہر کے ایک نہر بھری ہوئی گلاب و بید مشک جاری ہے اور اطراف اس کے رستہ سواری کا اور راہ گیروں کا چھوڑ کر دکانیں صرافوں کی اور بزازوں کی اور جوھریوں کی اور شیرینی والوں کی اور ہر ایک شہر کے تجاروں کے دو رستہ آراستہ ہیں سائبان کھنچے ہوئے ہیں اور ٹٹیاں ابرک کی لگی رہی ہیں اور جوہری بچہ اور صراف حلوائی وغیرہ اقسام اقسام کی پوشاکیں پہنے ہوئے دکانوں میں بیٹھے ہیں اور ایک طرف دکانوں میں نان و حلوہ فروش و اچار فروش طرح طرح کے طعام تیار کیے ہوئے چوڑیاں سونے روپے کے ہاتھوں میں لیے ہوئے مگس رانی کر رہے ہیں اور ایک طرف دوکانوں میں فالودے والے چاندنی کی قابوں میں آبی غوریوں میں چینی کی تشتریوں میں فالودہ دمشقی و رومی و ہندی و چینی و خطائی جمائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ شربت گلاب و بید مشک کا کوری کوری ٹھلیوں میں بھرا ہوا ہے اور سافیاں ستھری ستھری سفید و صاف ہر ایک ٹھلیا پر پڑی ہیں اور آب پاشی ہر دکان کے سقے کر رہے ہیں''۔[۱۲]

بے ہوشی کے علاج کے مختلف طریقے سامنے آتے ہیں۔

''ایک ہجوم تمام اہل شہر کا ان بے ہوشوں پر ہوا۔ کوئی کسو پر گلاب چھڑکتا تھا، کوئی لخلخہ سونگھتا تھا، کوئی کسو کا پاشویہ کرتا تھا، کوئی کسو کی ناک بند کرتا تھا، کوئی کسو کا بازو پکڑ کر جنبش دیتا تھا کہ یہ کسی طرح ہوش میں آویں۔'' [۱۳]

زعفران پری کے باغ میں حوض کے قریب پریوں کے ہولی کھیلنے کے منظر کو نمایاں کیا گیا ہے۔ ہولی کے ساز و سامان میں تنگین طلائی گلال و عبیر، ہزاروں قمقمے، شیشی، گلاب پاشیں وغیرہ شامل ہے۔ اہلِ نشاط کا بیان بھی اکثر مقامات پر آیا ہے۔ شجاع الشمس کی پیدائش کے موقع پر کنچنیاں، چونہ پرنیاں، ڈومنیاں، لولیاں اور شاہ روم کی بیٹی ملکہ نگار کی ولادت کے موقع پر بھانڈ، بھگیتے، چونہ پرنی اور کنچنی محفل رقص و سرور برپا کیے ہوئے ہیں۔ باغ میں ایک بنگلے کی کیفیت کا بیان دیکھیے:

''درمیان اس باغ کے ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا ہے، ٹٹیاں خس کی لگی ہوئی ہیں، پردے خس کے پڑے ہوئے ہیں، گلاب بید مشک سقنیاں مشکوں میں بھر کے چار طرف چھڑک رہی ہیں، فراش پنکھا کھینچ رہا ہے۔ اس میں ایک چھپر کھٹ

> سنہری مرصع کار بچھا ہوا ہے اور بادشاہ زادہ ملکہ نگار بہ حد اتم بیمار ہے۔ سر پروں کے تکیے پر رکھے ہوئی لیٹی ہے اور گل تکیہ زیر گل عارض دھرے ہوئے ہیں اور مشتری پہلو میں بیٹھی ہوئی تلوے سہلا رہی ہے۔" [۱۴]

مغربی ایجادات میں سے دور بین کا استعمال ملتا ہے۔ شجاع الشمس دور بین فرنگی لے کر حرب گاہ کی سیر کو جاتا ہے۔ دوسرے مقام پر شہزادہ دور بین لے کر صحرائے گلشن کی سیر کو نکلتا ہے۔ اس داستان میں علاج کے مختلف طریقے بھی بیان ہوئے ہیں۔ بیماری کی دریافت کے لیے مطالعہ نبض، تندرست و توانا اور ضعف و نقاہت دور کرنے کے لیے آسمان پری ملکہ نگار کو معجون سلیمان اور معجون کش زمردی دینا، بے ہوشی اور غشی دور کرنے کے لیے حضرت سلیمان کا عنایت کیا ہوا عطر بادشاہ زادے کو عنایت کرنا شامل ہیں۔ کسی امر کا جواب نفی میں دینے کا طریقہ خالص ہندوستانی ہے۔ جب آسمان پری، شہزادے شجاع الشمس کو ڈھونڈنے نکلتی ہے۔ ہر دیو زاد اور پری زاد سے پوچھتی ہے کہ اس قد و قامت، رنگ روپ اور عمر کا آدمی زاد کہیں دیکھا ہو تو سب اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے اور آدم زاد کے پرستان میں ہونے کو خلاف قیاس اور خلاف عقل گردانتے تھے۔

دعائیں مانگنے کے بھی مختلف طریقے سامنے آتے ہیں۔ جب لشکر میں سے دس ہزار دیو و پری اچانک غائب ہو گئے تو آسمان پری اور بادشاہ زادہ برہنہ سر ہو کر دُعائیں مانگنے لگے کہ پروردگار یہ عقدہ ہم پر وا کر دے۔ اسی طرح بادشاہ زادہ جب ملکہ نگار کے ہجر میں بے قرار ہوتا ہے تو سر برہنہ ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتا ہے کہ جلد وصل ہو۔ مرد کی غیریت، عورت مرد میں فرق اور مردوں کی عورت کے بارے میں آرا بھی شامل داستان ہیں۔ مثلاً جب آسمان پری بادشاہ زادے کی بے اعتنائی کا شکوہ کرتی ہے تو عورت کی بیماری کی حالت میں مرد کا خبر گیری کرنا، غیریت مرد سے بعید تھا۔ بادشاہ زادہ ایک مثل بھی سناتا ہے کہ عورت بے وفا ہوتی ہے پھر کہتا ہے یہ غلط ہے مرد حد سے زیادہ بے وفا ہوتا ہے۔ مشرقی تہذیب میں سوتن کا کردار کرب ناک ہوتا ہے۔ آسمان پری کا ملکہ نگار کو اپنی سوت سمجھنے کا ذکر ملتا ہے کہ اس کے لیے یہ بہت مشکل امر ہے کہ وہ سوت کے لیے دوستی اور گرم جوشی ظاہر کرے۔ اسی طرح جب بادشاہ زادے کو دوسری پری اُٹھا کر لے جاتی ہے اور آسمان پری کے علم میں آتا ہے تو وہ اُس پری کو کچا کھا جانے کی بات کرتی ہے جو اُس کی سوت بنی ہے۔

اخلاقی اقدار کے ضمن میں دیکھا جائے تو احسان مندی کا ذکر ہوا ہے۔ بادشاہ زادہ، آسمان پری کی خدمات اور خاطر مدارات کے جواب میں خود کو اُس کی احسان مندی کا اسیر گردانتا

ہے اور تا قیامت اس ادائے شکر سے عہدہ برآ ہو سکنے میں معذوری کا اظہار کرتا ہے۔ سفر پر رخصت ہونے سے پہلے ماں کے پاس جانے، بادشاہ زادہ والدہ کی بندگی میں سر اُس کے قدموں پہ رکھنے ،بے اختیار رو کر رخصتی کی اجازت مانگنے، دودھ بخشانے اور شوخیٔ طفلانہ پر معافی کے خواست گار ہونے سے ماں باپ کے سامنے ادب و آداب کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔اس حوالے سے منظر ملاحظہ فرمائیے۔

"ایک مرتبہ مادر وپدر کو اس طور سے دیکھ کر پلنگ سے اترا اور آداب تسلیمات بجالا کر دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی پیر و مرشد برحقسلامت! اگر زندگانی غلام کی منظور ہے رخصت فرمائیے کہ سفر اختیار کروں۔" [۱۵]

باپ کا اولاد کو سمجھانے کا انداز اس عہد کی ثقافت کو ظاہر کرتا ہے۔ جب بادشاہ زادہ شاہ روم کی شہزادی سے عقد کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو باپ بادشاہ مظفر شاہ سمجھاتا ہے کہ ماں باپ کی رضا میں رہنا دراصل رضائے الٰہی کی سعادت کا حصول ہے۔ نکاح کرنے کی سعادت کا ذکر بھی ایک مقام پر ہوا ہے۔ جب آسمان پری اپنے منہ بولے بھائی اختر سعید کو ملکہ نگار کی وزیر زادی سے اُس کے عقد و نکاح کو بہتر امر قرار دیتی ہے۔ نامحرموں سے پردہ کرنے کی اخلاقیات کا بیان بھی ملتا ہے جب آسمان پری، ملکہ نگار اور اس کی وزیر زادی کے سامنے شجاع الشمس اور اس کے وزیر زادے اختر سعید کی باہم ملاقات کا ذکر کرتی ہے تو مشتری شجاع الشمس اور اختر سعید کے سامنے جانے سے انکار کر دیتی ہے کہ وہ دونوں اُس کے لیے نامحرم ہیں اور اگر آسمان پری کی جگہ کوئی اور یہ بات کرتا تو اُس کی انتڑیاں اس کے گلے کا ہار بنا دیتی۔ مشتری کے الفاظ دیکھیے:

"وہ بے حیائیں، کم بختیں اور ہی عورتیں ہیں جو یکا یک مرد نامحرم کو دیکھ کر بے قرار ہوتی ہیں اور اظہار عشق کرتی ہیں۔"[۱۶]

مشرقی مزاج میں غیرت اور رسوائی کا ڈر اہمیت کا حامل ہے۔ اس داستان میں اس کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً مشتری کا ملکہ نگار اور شجاع الشمس کے عشق کے راز افشاں ہونے کو رسوائی اور خرابی کہنا۔ اسی طرح جب ملکہ نگار، بادشاہ زادے کے ہجر میں گھلتی ہے تو مشتری اُسے سمجھاتی ہے کہ ضبط کرنا حکمت ہے ورنہ اگر یہ فریاد بادشاہ کو پہنچے گی تو رسوائی کا سبب بنے گی۔ اسی طرح مشتری ملکہ نگار کو غیر مردوں شجاع الشمس اور اختر سعید کو محل میں بلوانے کو بے عزتی خیال کرتی ہے۔

مُنہ بولی بہن کہنے کا انداز بھی کئی مقامات پر ہے۔ بادشاہ زادہ، گل رخ پری سے مل کر اپنا احوال سناتا ہے اور اُسے اپنی ہمشیرہ بولتا ہے۔ اسی طرح آسمان پری، اختر سعید کو اپنا بھائی بنا لیتی ہے

اور اختر سعید اُسے یقین دلاتا ہے کہ یہ بھائی غلامی اور بندگی میں قصور نہیں کرے گا۔ آسمان پری بھی اُسے اپنے اخلاص کا یقین دلاتی ہے۔ لڑکیوں کو تعلیم دلوانے کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ شاہ روم اپنی بیٹی ملکہ نگار اور وزیر زادی مشتری کے لیے اُستانی خدیجہ لاطان کی خدمات لیتا ہے اور تحصیل علم دینی کے ساتھ خط خوش نویسی بھی سکھاتا ہے۔ استانی کا اہتمام ظاہر کرتا ہے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم و تربیت پر بھی یکساں توجہ دی جاتی تھی۔ مشرقی لڑکیاں اپنا رشتہ آنے پر جس ردعمل کا اظہار کرتی ہیں، اس کی تصویر بھی داستان میں ملتی ہے، اس مشرقی قدر کا اظہار ملکہ نگار کی زبانی دیکھیے:

> ''انکار اور اقرار اس امر شرعی کا اپنے فرزندوں کے واسطے زبان پر مادر و پدر کے ہے، نہ کہ عنان اختیار اس امر شرعی کی ہاتھ میں فرزندوں کے ہے۔ پس یہ کلام عذر کا اور انکار کی زبان سے حضرت کی نہایت نازیبا ہے۔۔۔ انکار فرزندوں کا اس امر میں مادر و پدر کو جائز رکھنا خلاف احکامِ الٰہی اور خلافِ شریعت رسالت پناہی کے ہے۔ [۱۷]

اخلاقی اقدار کے مطالعے میں جو معائب نظر آتے ہیں اُن میں شراب نوشی، اقربا پروری، خودکشی کا سوچنا، عورت کی خود اذیتی، کٹنی کا کردار، جادو کے طریقے اور بیٹی کی پیدائش پر ردعمل اہم ہیں۔ اکثر بادشاہ، شہزادے، شہزادیاں اور پریاں جام نوشی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ شجاع الشمس اور آسمان پری باہم شراب نوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح شجاع الشمس اور ملکہ نگار کے سامنے ساقیان سیمیں ساق باپیالہ ھائے بلوریں اور شیشہ ہائے رنگارنگ پر از شراب ہائے گل رنگ رکھے جاتے ہیں۔ اقرباپروری کی مثال بھی ملتی ہے۔ شاہ پری جب شجاع الشمس کو اغوا کرکے لے جاتی ہے اور آسمان پری کے علم میں آتا ہے اور بازیاب کروالینے کے بعد، وہ شاہ پری سے کہتی ہے کسی اور سے دانستہ و نادانستہ یہ حرکت ہوتی تو بلا تامل اُسے سزا ملتی لیکن شاہ پری چونکہ عزیزوں میں شامل ہے اس لیے رشتہ داری کا لحاظ رکھتے ہوئے سزا نہیں دیتی۔ خودکشی کا خیال کرنے اور سوچنے کا مرحلہ بھی کئی مقامات پر آیا ہے جب شجاع الشمس اغوا ہو جاتا ہے تو آسمان پری الماس کھا کر مرنے کا سوچتی ہے۔ اسی طرح بادشاہ زادے کی کوئی خبر نہ ملنے پر ملکہ نگار مشتری کو زہر ہلال لانے کو کہتی ہے تو مشتری اس حرکت کا سبب نہ بتانے پر خود زہر ہلال پینے کا کہتی ہے۔ ایک اور مقام پر آسمان پری، بادشاہ زادے کے نہ ملنے پر، ملکہ نگار کو بتاتی ہے، ہیرے کی کنی کھا کر خود کو ہلاک کرنے کا کئی بار ارادہ کیا۔ عورت کی خود اذیتی کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ جب آسمان پری، مشتری کو بار بار اختر سعید کا نام لے کر چھیڑتی ہے تو مشتری اپنا منہ پیٹ لینے اور سر کے بال کھسوٹنے کی بات کرتی ہے۔

دوسری مثال جاسوس پری کی ہے جو شجاع الشمس کے شاہ پری کے ہاتھوں اغوا ہونے پر شہزادے کی حالت دیکھ کر سر کے بال کھسوٹنے، چھاتی پیٹنے اور گریبان چاک کی حالت بناتی ہے۔ ہندوستان میں کٹنی کا کردار، فتنہ انگیز اور فساد پرور عورت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ مشتری اس کردار کی حامل خاتون، آسمان پری کو قرار دیتی ہے جو اُسے اختر سعید کے حوالے سے بات بات پر تنگ کرتی ہے۔ وہ نامحرموں کے بارے میں کھلے عام گفتگو کو کٹناپا قرار دیتی ہے۔ جادوٹونوں کا ذکر بھی ملتا ہے مثلاً یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

> ”جادوئے سام کے خیال میں گزرا کہ یہ آدمی زاد بھی مقرر جادوگر ہے لیکن جادو میں میرا مقابلہ کرے، کیا مجال ہے اور کیا طاقت ہے۔ یہ کہہ کر چار پتلے آگے رکھے اور ہر ایک کی پیشانی پر ٹیکا اپنی بائیں ران کے لہو کا دے کر، گوگل ورانی و سندور پر کچھ پڑھ پڑھ کر جلانا آگ میں شروع کیا۔“ [۱۸]

جادوئے سام، شجاع الشمس کے لشکر کی طرف جادو کا اژدھا روانہ کرتا ہے۔ منہ سے چار صندوق آتش بازی کے آسمان کی طرف اڑاتا ہے اور چاروں صندوق پھٹے اور ہر صندوق سے ہزاروں دیو جادو کے زور پر منہ سے آگ کے شعلے نکالتے ہوئے پھیل گئے۔

لڑکیوں کی پیدائش پر ردعمل کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ شاہ روم کو ایک فقیر نے بیٹی پیدا ہونے کی بشارت دی تو شاہ روم بیٹی کا نام سنتے ہی ملول ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شاہ روم اپنی بیٹی کے سامنے کوئی رشتہ لے کر جانے اور اس کے انکار کے ڈر سے، کاش کا کلمہ استعمال کرتے ہوئے اُس کے پیدا نہ ہونے کی بات کرتا ہے۔ اس کی پیدائش کو وہ ذلت نصیبی قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی ردعمل ملکہ نگار کی والدہ دیتی ہے کہ کاش تو پیدا نہ ہوتی جس سے مشرقی ماؤں کا تصور ابھرتا ہے۔

اس داستان میں عقائد و اعتقادات اور ضعیف الاعتقادیوں کا بسیط سرمایا بھی موجود ہے۔ شہزادہ شجاع الشمس خواب میں شہزادی روم پر عاشق ہو جاتا ہے اور خواب سے بیداری کے بعد بے ہوشی میں غش کھا کر زمین پر گر جاتا ہے تو وزیر زادہ اختر سعید سمجھتا ہے کہ کسی پری، جن یا غول بیابانی کا سایہ ہو گیا ہے دوسری جانب بادشاہ زادی ملکہ نگار بے اختیار نیند سے چونکتی ہے اور رونا شروع کر دیتی ہے، وزیر زادی مشتری کے خیال میں آتا ہے کہ خواب میں ڈر گئی ہے، وہ دُعائیں پڑھ پڑھ کر اس پر دم کرتی ہے۔ روز پھر ایک بادشاہ زادی بیدار ہونے کے بعد روتی نظر آتی ہے، تو مشتری اُس سے پوچھتی ہے کہ کوئی بدخوابی ہوئی شاید۔ منجم اور زائچے بنوانے کا بھی بیشتر مقامات پر ذکر ہوا ہے۔ مظفر شاہ بادشاہ، شہزادے کا نام ستاروں کے موافق رکھنے کے لیے منجم مبشر الملک کو بُلاتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ، شہزادے شجاع الشمس کے سفر پر روانہ ہونے کے لیے ستاروں کے

موافق نیک ساعت کی تلاش کے لیے منجم باشی کو طلب کرتا ہے۔ شجاع الشمس اور آسمان جنگ کے لیے روانہ ہونے سے پہلے سفر اور حملے کے لیے ساعت گھڑی کی دریافت منجم سے کروائی جاتی۔ مظفر شاہ نے اولاد کے ہونے، نہ ہونے کے حوالے سے حساب کتاب کے لیے زائچہ بنوایا بلکہ اہل تقویم، رمال اور جفّار کو بھی جمع کیا۔ یہ سب صورتیں، اس عہد کے مزاج میں ضعیف الاعتقادی اور ایمان کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہیں اس سب کے باوجود اکثر بادشاہ اور شہزادے نماز کی پابندی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ کلمہ شکر "الحمد اللہ" اور کسی کام کے ارادے کے لیے "ان شاء اللہ" کا کلمہ پڑھنے کا رجحان بھی غالب ہے۔ جب شہپال دیو صحرا میں جل کر خاک ہوتا ہے تو بادشاہ زادہ دو رکعت نماز شکرانے کے ادا کرتا ہے۔ بادشاہ زادہ جنگ کے دن بیدار ہونے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھتا ہے، تو وظیفہ بھی کرتا ہے۔ ایک سو ایک بار آیت "نصر من اللہ و فتح قریب" اور سورہ "الفتح" پڑھ کر اپنے اوپر دَم کرتا ہے۔ امام ضامن باندھنے کا رُجحان بھی نظر آتا ہے۔ شجاع الشمس کو سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اُس کی ماں اُسے خدائے کریم اور حضرت امام ضامن کو سونپتی ہے۔ تقدیر پر ایمان وہاں واضح نظر آتا ہے جہاں شجاع الشمس کو شاہ پری کے اٹھالے جانے کے بعد، اُس کی تلاشی ہوتی ہے تو وہ کہیں نہیں ملتا تو بادشاہ زادے کا مصیبت میں مبتلا ہونا اور کسی جاسوس کا دھیان شاہ پری کے قصر تک نہ جانے، کو امورات تقدیر میں شامل کیا گیا ہے۔ مصیبت کے وقت کی دُعا بھی شامل داستان ہے۔ جب بادشاہ زادہ اور وزیر زادہ دریا کے سفر پر جاتے ہیں اور باد مخالف سے چھوٹے بڑے جہاز تہہ و بالا ہونے لگتے ہیں تو اُن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اا ور وہ یہ دعا پڑھنا شروع کر دیتے ہیں: "بسم اللہ مجریھا و مرسھا ان ربی لغفور رحیم"۔ نظر بد کی دوری کے لیے فقیر "ان یکاد" والی آیت پڑھ کے دَم کرتا ہے اور خوان مصری، گلاب اور بید مشک، میوے انار، انگور، سیب وغیرہ تبرک دیتا ہے۔ اسلامی مہینے ذیقعد، رجب اور ذوالحجہ کا ذکر خط کے ضمن میں ملتا ہے۔ اسم اعظم کا حوالہ بھی دو جگہ ملتا ہے۔ اول جب گلفام پری صندوقچۂ طلسم آسمان پری کو اور طلسم کی چھڑی بادشاہ زادے کو تبرک کیے ظور پر دیتی ہے اور صندوق کی کنجی پر جو اسم اعظم لکھا ہے اُسے اکتالیس بار پڑھ کر قفل کھولنے کی ہدایت کرتی ہے۔ اسی طرح نرگس جادو کو راکھ کا ڈھیر بنانے کے لیے بادشاہ زادہ وہی اسم اعظم ورد کرتا ہے۔ اسم اعظم پڑھنے پر قفل کھلنے کے بعد صندوق سے ایک درویش برآمد ہوتا ہے تو اس درویش کی حالت محاسن سفید، سبز جبہ، سر پر عربی مندیل اور ہاتھ میں تسبیح و عطا پکڑے ہوئے تھا۔ درویشوں کے مراقبہ کرنے کا ذکر مظفر شاہ کے درویش کے مل جانے کے موقع پر ہوتا ہے۔ درویش مراقبے میں جاتا ہے اور پھر سر اٹھا کر بارہ ماہ کے بعد فرزند عطا ہونے

کی بشارت دیتا ہے۔ عشقیہتلمیحات؛ لیلیٰ و مجنوں، فرہاد و شیریں، یوسف زلیخا، وامق و عذرا، نل اور دمن کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ اسی طرح اسلامی تلمیحات کا بھی بیان ملتا ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

> "مسبب حقیقی کی عنایاتیں باہر قیاس سے ہیں کہ ایک دم میں نگاہ کرم سے آتش سوزان کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر گل زار کیا اور حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دی اور حضرت نوح کی کشتی طوفان سے بچائی اور حضرت یوسف کو چاہ سے نکال کر بادشاہ مصر کا کیا۔" [۱۹]

قسم کھانے کا طریقہ بھی ملتا ہے۔ اول جب آسمان پری، ارقاش پری زاد اور شمعون دیو بن میمون کو حضرت سلیمان کے تخت اور اپنے نمک کی قسم دے کر انھیں بادشاہ زادے کی روز و شب خدمت اور بندگی بجالانے کا کہتی ہے۔ دوسری جگہ دیو سیاہ آبنوس، طاؤس لقا پری زاد کے سامنے لڑائی کے لیے آتا ہے تولات و منات کی قسم کھا کے اُسے گرز کی ضرب سے خاک کرنے کی بات کرتا ہے۔

رسومات کے حوالے سے ثقافت کی پیش کش بھی نمایاں ہے۔ پیدائش اور پرورش کے ارتقائی مراحل کی رسومات خاصی وضاحت سے پیش ہوئی ہیں۔ شہزادے بچے کے پانچ مہینے، پچما سے، ست ماسے اور نو ماسے کی تقریب ہوتی ہے۔ دائی کو سوالاکھ روپیہ مرحمت کیا جاتا ہے۔ گود بھرائی کی رسم میں شہزادی کی پھوپھی کو جب تک ہزاروں روپے اور اشرفیاں نیگ نہ دی گئیں وہ بھاوج کے پیٹ پر دائی کو تیل نہیں لگانے دیتی۔ پھوپھی کے نال نہ کاٹنے دینے پر بادشاہ نے نیگ کے واسطے بخارا، سمرقند کی جاگیر عطا کی اور شہر اصفہان کا ایک سال کا خراج بھی عطا کیا۔ گود بھرائی کی رسم میں طلائی پنگھوڑا، چھپر کٹ، پلنگڑی، چسنی، یاقوت و زمرد کی چٹی بٹی، مروارید کا جھومر اور جوڑی ہونے کی تیار کی گئی۔ چھٹی کی تقریب ہوتی ہے تو شہزادے کو چھٹی کا غسل دیا گیا پوشاک دیبائے چینی و رومی، جواہر، سرپیچ، جیغہ اور نورتن پہنائے گئے، بادشاہ زادی کی گود میوہ جات سے بھری گئی۔ سالگرہ کا سماں اور تقریب چالیس روز تک جاری رہی۔ پانچویں سالگرہ کے بعد مکتب کی رسم شروع ہوئی۔ خراج بھیجنے والے ممالک کے باون بادشاہ کے ساتھ قیصر روم، خاقانِ چین تقریب میں حاضر ہوئے۔ تقریب سے دو دن قبل درویش روشن ضمیر کی قدم بوسی کے لیے شہزادے کو بھیجا گیا۔ رسم بسم اللہ میں معلم، اتالیق، منشی، ادیب، خوش نویس عطار درقم سب حاضر ہوئے۔ شہزادے اور وزیر زادے کے لیے دو طلائی مرصع کار تختیاں، دو مرصع قلم اور دو زمردی دوات ناظر کے حوالے کی گئیں۔ خوش نویس نے بسم اللہ لکھ کر سورہ "اقرہ" لکھی اور بادشاہ زادے اور وزیر زادے کو قبلہ رو بٹھا کر، تختیاں ہاتھ میں دے کر بسم اللہ پڑھوائی۔ شجاع الشمس اور

ملکہ نگار کی شادی کے لیے چڑھاووں کی ساعت مقرر کرنے کی رسم کا ذکر بھی ملتا ہے۔ چھٹی کی رسم کا بیان دیکھیے:

"بادشاہ زادے کو گود میں لے کر سہرا موتیوں کا اور مقیش کا باندھ کر متوجہ صحن دولت سرا کے، واسطے تارے دیکھنے کے ہوئی، کئی ایک مغلانیاں کلام اللہ اور کئی ایک بیگمات موافق رسم کے تلوار برہنہ کی ہوئی سر پر ہمراہ تھیں۔ پانچ ہزار ارباب نشاط کنچنیاں اور ڈومنیاں شہانی مبارک باد کی گاتیاں ہمراہ ہوئیں اور جتنی بیگمات اقربانیاں بادشاہ اور بادشاہ زادی کی تھیں، گل ہائے زر و سیم نثار کرتیں ہمراہ ہوتیں۔۔۔ ادھر بادشاہ تیر و کماں ہاتھ میں لے کر چھپر کھٹ مرصع کار پر استادہ ہو کر کمال خوش وقتی سے متوجہ مرگ مارنے کے ہوئے کہ اتنے میں ہمشیرہ بیگم نے آکر طلب اپنا نیگ کیا۔۔۔ اور بادشاہ زادی تارے بہ ساعت سعد دیکھ کر رونق افزا چھپر کھٹ ہوئی۔۔۔ تمام محل میں سوائے بادشاہ اور بادشاہ زادی کے ہر ایک بیگمات کے روبرو طائفے، ارباب طرب کے گرم رقص و سماع کے ہوئے۔"[۲۰]

شہزادے کے غائب ہونے پر سوگ کے اظہار کے مختلف انداز بھی سامنے آتے ہیں کہ جب تک بادشاہ زادے کو رونق افزانہ دیکھیں گے ہر کوئی سیاہ پوش ہو گا، اہل حرفہ دکانوں کی پوشش سیاہ کریں گے اور پوشاک بھی نہیں بدلیں گے۔ غم میں سیاہ لباس پہننے کا انداز، شہزادے کی پری کے ہاتھوں کے اغوا کے بعد آسمان پری نے بھی اختیار کیا اور جتنا زیور جسم پر تھا وہ بھی سب اُتار کر داروغہ جواہر خانے کے حوالے کر دیا۔

فنونِ لطیفہ کے ضمن میں دیکھا جائے تو سماع، رقص، موسیقی، علوم اور خوش نویسی، شاعری، قصّہ خوانی اور سانگ رچانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ملکہ کی گود بھرائی، پچھماسے، ست ماسے اور نوماسے کی تقریب میں اہل نشاط سماع اور رقص کرتے ہیں۔ موتی بائی، سرور بائی، تنبورے ہاتھ میں لے کر گاتی ہیں۔ حسن بائی، روپ بائی، پری زاد عباسی جوڑا مع زیور پہن کر گھنگھرو باندھ کر رقص کرتی ہے۔ آلاتِ موسیقی میں طبلا، مردنگ، بین، بربط، پکھاوج، سارنگی، گلاکاٹی، ڈھم ڈھمی، دائرہ، دف، مہچنگ، قانون کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے۔ جو علوم شہزادے کو سکھائے گئے اُن میں علم ہیئت، ہندسہ، فن سپہ گری، چابک سواری، سواری اسپ، نیزہ بازی، شمشیر بازی، برق اندازی، بانک، پٹا، چوب بازی، تیر اندازی اور چوگان بازی اور خوش نویسی شامل ہیں۔ خوش نویسی میں جو خط سیکھے اُن میں؛ نسخ، نستعلیق، ریحان، ثلث، سنبلہ، تعلیق، رقاع، شکستہ، شفیائی اور خط گلزار شامل

ہیں۔ مغل تہذیب میں اکثر شہزادے خود شاعری کرتے تھے۔ اس داستان میں شہزادے کی بیاض اور شعر ہائے سوختہ و برشتہ کا ذکر کئی مقامات پر کیا گیا ہے۔ شہزادے نے جو دوہرے اور اشعار تصنیف کیے تھے، وہ آسمان پری نے ملکہ نگار تک بھی پہنچائے تھے۔ اسی طرح ملکہ نگار بھی شاعرہ ہے اور اُس کے تصنیف کیے ہوئے اشعار، آسمان پری، شہزادے تک پہنچاتی ہے، جسے اختر سعید بیاض میں نقل کرتا ہے۔ اس کی مثال دیکھیے:

> ''بادشاہ زادے نے وہ اشعار تصنیف کیے ہوئے ملکہ نگار کے آسمان پری سے لے کر آنکھوں کو لگائے۔ بعد اس کے سر تا پا مطالعہ کر کے حوالے اختر سعید کے کیے کہ نقل ہر ایک شعر کی بیاض میں لکھیے اور ان خطوں کا ایک ملاطفہ تیار کرنا کہ اکثر اوقات اس کے مطالعے سے فرحت اور سرور حاصل کیا کروں گا۔''[۲۱]

دربار میں قصّہ خوانی کی روایت بھی موجود تھی۔ اس کا ذکر بھی کئی مقامات پر ہوا ہے۔ بادشاہ مظفر شاہ خواب گاہ میں قصّہ خواں سے قصّہ سنتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ زادہ اور آسمان پری نے افسانہ پری کو بلا کر قصہ سنانا شروع کیا اور ساتھ ساتھ خواصیں چپی کرنے میں مصروف تھیں۔ تفریح کے دوسرے ذرائع میں سانگ رچانے کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ وزیر زادی مشتری ملکہ نگار کے دل کو بہلانے کے لیے باغ میں سانگ رچانے کی بزم سجاتی ہے جس میں کئی عورتوں کو ہنر اور حکمت سے، مرد کے بہروپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ مذکورہ داستان میں اٹھارویں صدی کی معاشرت کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کے مابعد داستان اور ناول پر اثرات کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں۔

> ''اس میں ادب و آداب، عرض و معروض کے طور طریقے، رسم و رواج، ٹونے ٹوٹکے، آداب معاشرت کے مختلف پہلو تفصیلات کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ عجائب القصص پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں آرایش کے کیا طریقے تھے، ضیافتوں میں کیا کیا اہتمام کیے جاتے تھے، کیا کیا کھانے پکتے تھے اور انھیں کس طرح کھلایا جاتا تھا، زیورات و لباس کیا کیا تھے۔ سواریاں کون کون سی تھیں۔ غسل وحمام کے کیا کیا طریقے تھے۔ خواب گاہیں کس قسم کی تھیں۔ تواضع اور مہمان نوازی کے کیا دستور تھے۔۔۔ موسیقی، شعر و شاعری خطاطی اور دوسرے مشاغل کی کیا نوعیت تھی۔ محلوں میں کیا کیا سازوسامان ہوتا تھا۔ نوکر چاکر کیا کرتے تھے۔ پیدایش سے لے کر شادی بیاہ اور اس کے بعد کون کون سی رسمیں اور تقریبات ہوتی تھیں۔۔۔ یہ سب چیزیں تفصیلات کے

ساتھ ساتھ شاہ عالم نے اس داستان میں بیان کی ہیں۔۔۔یہ داستان اس رجحان کی پیش رو ہے۔ جس کے اثرات ''طلسم ہوش ربا'' سے لے کر عبدالحلیم شرر کی ''فردوس بریں'' تک نظر آتے ہیں۔اس داستان سے مغلیہ درباروں کے جاہ و جلال اور ان کی معاشرت کی واضح تصویر سامنے آجاتی ہے۔اس دور کی معاشرت کے لحاظ سے یہ داستان ''کتاب التہذیب'' کا درجہ رکھتی ہے۔'' [۲۲]

''عجائب القصص'' انیسویں صدی میں لکھی جانے والی داستانوں میں اپنے ثقافتی اظہاریے کی بنیاد پر منفرد شناخت کی حامل ہے۔ آداب سلطنت و انتظام سلطنت کے بیان میں مغلیہ سلطنت کے واضح نقوش دکھائی دیتے ہیں۔رسم و رواج، عقائد و توہمات، اخلاقی اقدار و طرز معاشرت میں اٹھارویں صدی کا ہندوستان جیتا جاگتا نظر آتا ہے۔ورق ورق بکھری ثقافت، اردو داستانوں میں ثقافتی بیانیے کا بسیط سرمایا بنتی ہے۔اٹھارویں صدی کا ہندوستان، بادشاہت اور معاشرت ہر دو اعتبار سے ایک بادشاہ کے قلم سے اس داستان میں محفوظ ہو گیا ہے اور یوں یہ داستان اس عہد کی ثقافت سے آشنائی کا اہم ماخذ بنتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

ا۔ شاہ عالم ثانی، ۱۷۲۸ء دہلی میں پیدا ہوئے۔ عالمگیر ثانی کے بیٹے تھے۔ ۱۷۵۹ء کو تخت پر بیٹھے۔ بنگال کی بکسر جنگ (۱۷۶۴ء) میں ناکامی کے بعد انگریز کے ہاتھوں قید ہوئے۔ ۱۷۷۱ء میں مرہٹوں کے ساتھ دہلی آئے۔ انگریزوں اور مرہٹوں کے زیر اثر نام کے بادشاہ رہے۔ ۱۷۸۸ء غلام قادر روہیلہ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور شاہ عالم کی آنکھیں نکال اندھا کر دیا۔ ان کا انتقال ۱۸۰۶ء میں ہوا۔ شاعری، داستان گوئی، موسیقی ،تصوف سے شغف رہا۔ ''عجائب القصص'' کی تالیف ۹۳۔۱۷۹۲ء میں ہوئی۔ دیوان (اردو اور فارسی) اور مثنوی ''منظوم اقدس'' نایاب ہیں۔ اردو، فارسی، ہندی اور پنجابی اشعار کا مجموعہ ''نادرات شاہی'' بھی ان کی اہم تصنیف ہے۔

۲۔ شاہ عالم ثانی، عجائب القصص، (لاہور: مجلس ترقی ادب)، ۱۹۶۵ء، ص ۲۶

۳۔ ڈاکٹر ارتضی کریم، عجائب القصص۔ تنقیدی مطالعہ (دہلی: زلالہ پبلی کیشنز) ۱۹۸۷ء، ص ۹۶

۴۔ ڈاکٹر گیان چند، اردو کی نثری داستانیں (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان) ۲۰۰۲ء، ص ۲۳۷

۵۔ شاہ عالم ثانی، عجائب القصص، ص ۴۹۷۔۴۹۸

۶۔ ایضاً، ص ۱۰۰

۷۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۸۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۹۸

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۱۳۔۱۱۴

۱۱۔ ڈاکٹر ابن کنول، داستان سے ناول تک (دہلی: بھارت آفسیٹ پریس) ۲۰۰۱ء، ص ۷۸

۱۲۔ شاہ عالم ثانی، عجائب القصص، ص ۱۲۱

۱۳۔ ایضاً، ص ۵۲۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۶۰

۱۵۔ ایضاً، ص ۷۲۔۷۳

۱۶۔ ایضاً، ص ۲۱۲

۱۷۔ ایضاً، ص ۵۱۰

۱۸۔ ایضاً، ص ۴۶۹

۱۹۔ ایضاً، ص ۹۶

۲۰۔ ایضاً، ص ۴۱

۲۱۔ ایضاً، ص۲۶۵

۲۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، تاریخ ادب اردو، جلد دوم(لاہور: مجلس ترقی ادب)طبع سوم ۱۹۹۴ء، ص۱۱۱۹-۱۱۱۸